



سوال

(47) ربنا ولک الحمد بلند آواز سے یا آہستہ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ جب امام سمع اللہ من حمد کے تو مقتدیوں کو ”ربنا ولک الحمد کثیر اظیبا مبارکافیه“ باواز بلند کننا مستحب و افضل ہے یا آہستہ کننا بہتر ہے؟ عام طور پر الجحدیث اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں ایک صحابی نے سمع اللہ من حمد کے بعد آنحضرت ﷺ کے پیچھے بلند آواز سے مذکورہ الفاظ کے تو نماز کے بعد آنحضرت ﷺ کے پوچھنے پر جس صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ کہے تھے بتایا کہ انہوں نے یہ الفاظ کہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ۳۰ سے بھی زائد ملائکہ علیم السلام کو دیکھا کہ وہ جلدی کر رہے تھے کہ کون ان میں سے ان کلمات کو اجر و ثواب اول لکھے۔ اس سے جو یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ یہ کلمات بلند آواز سے کننا افضل ہے کیا یہ دلیل لینا صحیح ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اگر انصاف کے دامن کو تمام لیا جائے تو صحیح ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلمات مقتدیوں کو آہستہ کہنے چاہئیں البتہ اگر کسی نے کبھی بلند آواز سے بھی کہہ بھی دیا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں دلیل یہ ہے کہ عام طور پر صحابہ کرام سب کے سب ربنا ولک الحمد آہستہ کہا کرتے تھے جیسا کہ سوال میں مذکور حدیث کا سیاق اس پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس صحابی کے ان کلمات کو بلند آواز سے کہنے پر آنحضرت ﷺ نے نماز کے بعد بوجھا تھا کہ:

((من العلم آفا؟))

یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟ اگر پہلے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سب کے سب یا اکثر کوئی ایک بھی یہ کلمات بلند آواز سے کہتا رہتا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ یہ کیوں دریافت فرماتے؟ جو بات عام ہوتی ہے اس کے متعلق تو یہ پوچھا نہیں جاتا کہ آپ میں سے کس نے یہ کلمات کہے ہیں بہر حال اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ عام طور پر کوئی بھی یہ کلمات بلند آواز سے نہیں کہتا تھا اس لیے کسی نے یہ کلمات بلند آواز سے کہے تو آپ نے دریافت فرمایا:

اس طرح اس واقعہ کے بعد بھی پورے دفاتر احادیث میں ایک حدیث میں بھی ایسی وارد نہیں ہے کہ اس واقعہ کے بعد سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا اکثر یہ کلمات بلند آواز سے کننا شروع کر دیتا تھا بلکہ اس ایک واقعہ کے سوا سمع اللہ من حمد کے بعد ان کلمات کو بلند آواز سے کننا ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت نہیں ہے۔

ورنہ اگر ایسا ہوا ہوتا یعنی اس واقعہ کے بعد کسی ایک صحابی نے بھی یہ کلمات بلند آواز سے کننا شروع کر دیئے تھے اور کرتا رہتا تھا تو ضرور صحیح یا حسن سند سے ہم تک یہ روایت مستقول ہوتی



روایات میں یہ تو آیا ہے بلکہ تابعین کرام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب امام سورۃ فاتحہ ختم کرتا تھا تو پیچھے مشغولی آمین اس زور سے کہتے تھے کہ مسجد گونج جاتی لیکن کسی تابعی نے یہ روایت بیان نہیں کی کہ ”ربنا ولک الحمد“ کے کلمات کہنے سے مسجد گونج جاتی تھی بلکہ کسی ایک صحابی سے بھی یہ روایت نہیں ہے کہ وہ امام کے پیچھے بلند آواز سے کہتا تھا کیا اس سے ایک منصف مزاج آدمی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ الفاظ بلند آواز سے کہنا نہ مستحب ہیں اور نہ ہی افضل کیونکہ جو بات افضل ہوگی اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جیسی ہستیاں کیسے پیچھے رہ سکتی ہیں؟ اس حدیث سے جو واضح طور پر معلوم ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ ان کلمات کا ثواب واجز بہت ارفع و اعلیٰ تھا، اور صحابی نے کچھ ایسے جزبہ سے یہ کلمات کہتے تھے کہ اتنے سارے ملائکہ علیہم السلام اس کے اجر و ثواب لکھنے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے خواہاں ہوئے، باقی اس اجر و ثواب کا تعلق جہرا یا سر لکھنے سے کوئی فرق نہیں پرتا ورنہ اگر یہ ثواب واجز بلند آواز کے کہنے کی وجہ سے ہوتا آنحضرت ﷺ ضرور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ارشاد فرماتے کہ آئندہ تم بھی یہ کلمات بلند آواز سے کہا کرو یا وہ خود ہی جہر لکھنے پر عمل پیرا ہو جاتے، کیا یہ دلیل اظہر من الشمس نہیں؟ ہاں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی کبھی جہر کہہ بھی دے تو اس میں بھی کوئی قباحت نہیں کیونکہ حضور انور ﷺ نے ان کو اس جہر سے منع نہ فرمایا۔ بہر حال مندوب و افضل یہ کلمات آہستہ کہنے میں ہاں اگر کوئی کبھی بھجار بلند آواز سے کہہ دے تو کوئی حرج نہیں، اگر کوئی صاحب اس واضح برہان کے بعد بھی اس پر مصر ہے کہ یہ کلمات بلند آواز سے کہنا مستحب و افضل ہیں تو پھر میں گزارش کروں گا کہ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

آنحضرت ﷺ نماز پڑھا رہے تھے ایک آدمی آیا، اس کا سانس پھولا ہوا تھا وہ صف میں داخل ہوا اور اللہ اکبر کہا اور استفتاح والی دعا کی جگہ یہ الفاظ بلند آواز سے کہے:

”الحمد لله اکبر اطیبا مارکافہ“

پھر جب آنحضرت ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو تین بار دریافت فرمایا کہ یہ کلمات کس نے کہے تھے تیسری بار جس نے یہ الفاظ کہے تھے بتایا کہ اس نے یہ کلمات کہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک میں نے بارہ ملائکہ علیہم السلام کو دیکھا کہ وہ جلدی کر رہے تھے کہ کون ان کلمات کو لے کر اوپر جائے، اب جو آدمی ان کلمات کو ان کے اجر و ثواب یا فضیلت سے ان کے جہر لکھنے کا فتویٰ دیتا ہے تو انہیں یہ بھی چاہئے کہ وہ یہ فتویٰ بھی دے کہ نماز میں یہ دعا استفتاح بھی بلند آواز سے کہنا مستحب و افضل ہے۔ حالانکہ ایک الجھڑیٹ نے بھی آج تک یہ فتویٰ نہیں دیا۔ خندبرو!!

اسی طرح ترمذی، ابوداؤد اور سنن نسائی میں صحیح سند سے حضرت رفاع بن رافع سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی مجھے چھینک آئی تو میں نے یہ کلمات کہے

”الحمد لله اکبر اطیبا مارکافہ مبارکالہ کاسب ربنا ورضی“

پھر جب آنحضرت ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کہ یہ کلمات کس نے کہے تو سب خاموش پھر دوسری مرتبہ دریافت فرمایا پھر بھی کوئی نہ بولا پھر جب تیسری بار پلہ جھا تو رفاع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں ہی ہوں یہ کلمات کہنے والا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تیس سے بھی اوپر ملائکہ علیہم السلام ان کلمات کو لینے میں جلدی کر رہے تھے کہ کون ان کلمات کو لے کر اوپر چڑھ جائے آسمان کی طرف۔

اس صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ایک صحابی نے چھینک آنے پر یہ کلمات کہے اور ان کا اجر و ثواب اور فضیلت و بھلائی اللہ تعالیٰ کے رسول اکرم ﷺ نے یہ فرمائی کہ تیس سے بھی اوپر ملائکہ علیہم السلام ان کلمات کے اوپر لے جانے میں ایک دوسرے سے سبقت کر رہے تھے تو کیا یہ الجھڑیٹ صاحبان یہ فتویٰ بھی دیں گے کہ آئندہ جس کو نماز میں چھینک آنے تو وہ یہ کلمات اونچی آواز سے کہے کیونکہ ان کا اونچا کہنا مندوب و افضل ہے؟ اب تک کسی حضرت نے یہ فتویٰ نہیں دیا۔

یہ تین مختلف واقعات ہیں جن میں چند کلمات کو بلند آواز سے کہنے کا ایک ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے ثبوت ملتا ہے لیکن جہاں تک میرا مبلغ علم ہے تو مجھے تو متفقہ میں، محدثین اور شارحین حدیث میں سے کسی ایک کا بھی قول دیکھنے میں نہیں آیا کہ انہوں نے اس حدیث کے تحت یہ فرمایا ہو کہ ان الفاظ کو بلند آواز سے کہنا مستحب و افضل ہے۔ صرف آج کل



کے اہلحدیثوں نے اس پر بلاوجہ زور دیا ہے حالانکہ جیسا اوپر گزارش کر آیا ہوں کہ ان احادیث سے صرف ان کلمات کے کہنے کی بھلائی اور فضیلت معلوم ہوتی ہے باقی سراسر ایسا جہرا کا ان میں کوئی پتہ نہیں نہ ہی اس کی طرف نفس حدیث میں کوئی اشارہ ہے ورنہ اس بھلائی کے حصول کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اولین حقہ تھے۔
حداما عنہم والی اللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدہ

صفحہ نمبر 285

محدث فتویٰ